سپریم کورٹ رپورٹس(1996) SUPP. 8 ایس سی آر

چنا مال

بنام

ریاست تامل ناڈو اور دیگران

20 نومبر 1996

[ایم۔کے۔مکھرجی اور ایس۔پی۔کردوکر،جسٹسز]

فوجداری قانون:

ذیلی دفعہ 164 ضابطہ فوجداری اور ایف آئی آر کے تحت ریکارڈ کیا گیا بیان - آئی پی سی کی ذیلی دفعات 147،148، 307 اور 302 کے تحت مقدمہ چلایا گیا - ٹرائل کورٹ کے ذریعہ سزا - عدالت عالیہ نے ملزم کو اس بنیاد پر بری کر دیا کہ ضابطہ فوجداری کی ذیلی دفعہ 164 اور ایف آئی آر کے تحت ریکارڈ کیے گئے گواہوں کے بیان میں تضاد ہیں - عدالت عالیہ کو پہلے ٹرائل کے دوران گواہوں کے بیانات پر غور کرنا چاہئے تھا اور خود فیصلہ کرنا چاہئے تھا کہ آیا ان بیانات پر بھروسہ کیا جانا چاہئے یا نہیں۔ان کے سابقہ بیانات کے ساتھ ان کے تضادات (اگر کوئی ہیں) کو مدنظر رکھتے ہوئے بشرطیکہ ان تضادات کو ثبوت ایکٹ کی دفعہ 145 کے تحت ریکارڈ پر لایا گیا ہو - عدالت عالیہ نے عینی شاہدین کے بیانات کو مسترد کرنے میں غلطی کی ہے اور اس پر بہت کم بحث نہیں کی ہے - عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے - معاملے کو قانون کے مطابق نمٹانے کے لئے عدالت عالیہ کو بھیج دیا گیا ہے۔تعزیرات ہند کے دفعات 147،148، 307 اور 302، ضابطہ فوجداری، دفعہ 164 - ثبوت ایکٹ، 1872۔دفعہ 145۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : فوجداری اپیل نمبر 333 آف 1989۔

مدراس عدالت عالیہ کے 23.12.88 کے 1988 کے فیصلے اور حکم سے سی آر اے نمبر 241۔

درخواست گزار کی طرف سے ایم۔این۔کرشامنی، پروین کمار اور وی۔شیکھر۔

جواب دہندگان کی طرف سے این۔نٹراجن، آر۔پی۔کولن، وی۔بالا چندرن اور ایس۔آنند شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ درج ذیل سنایا گیا:

چھ ملزمین پر آئی پی سی کی دفعات 147، 148، 307 اور 302 (3 الزامات) کے تحت قابل سزا جرائم کا مقدمہ چلایا گیا تھا۔اپیل میں عدالت عالیہ نے ان کی سزاؤں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے انہیں بری کر دیا۔اس سے ناراض اپیل کنندہ، جو تین متوفیوں میں سے ایک کی بیوی ہے اور اس واقعے کی عینی شاہد کے طور پر سامنے آئی ہے، نے خصوصی اجازت حاصل کرنے کے بعد یہ اپیل دائر کی۔

مذکورہ فیصلے کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ملزمین کی سزاؤں کو کالعدم قرار دینے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ (جس نے واقعہ کے دوران ملزمین کے ذریعہ حملہ کرنے کا دعویٰ بھی کیا تھا) کے ذریعہ مجسٹریٹ کے سامنے دیا گیا بیان (اقتباس ڈی 1) جسے ابتدائی طور پر اس کے موت سے پہلے بیان کے طور پر ریکارڈ کیا گیا تھا لیکن بعد میں سی آر پی سی کی دفعہ 164 کے تحت ریکارڈ کیے گئے بیان کے طور پر جانچ کی گئی۔اس کے زندہ رہنے کے بارے میں اور اس نے پولیس کے پاس جو رپورٹ (اقتباس پی 1) درج کرائی تھی (جسے فسٹ انفارمیشن رپورٹ سمجھا جاتا تھا) ایک دوسرے سے مادی طور پر متضاد تھی۔ہمارے خیال میں، ثبوتوں سے نمٹنے میں عدالت عالیہ کا یہ نقطہ نظر واضح طور پر غلط تھا۔یہ بات قابل اعتراض ہے کہ مقدمے کا فیصلہ مقدمے کی سماعت کے دوران گواہوں کی جانب سے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد پر کیا جانا چاہیے اور ایسے کسی بھی گواہ کی جانب سے دیے گئے کسی بھی سابقہ بیان کو دفاع صرف اس مقصد کے لیے استعمال کر سکتا ہے کہ ثبوت ایکٹ کی دفعہ 145 میں بیان کردہ طریقے سے اس گواہ کی مخالفت اور اسے بدنام کیا جائے۔کسی بھی صورت میں اس طرح کے سابقہ بیانات کو ٹھوس ثبوت کے طور پر نہیں دیکھا جا سکتا جیسا کہ عدالت عالیہ نے فوری

معاملے میں کیا ہے۔ قانون کے ان طے شدہ اصولوں کے پیشِ نظر عدالت عالیہ کو سب سے پہلے مقدمے کی سماعت کے دوران استغاثہ کے گواہوں کے بیانات پر غور کرنا تھا اور خود فیصلہ کرنا تھا کہ آیا ان بیانات پر ان کے سابقہ بیانات کے ساتھ ان کے تضادات (اگر کوئی ہیں) کے پیشِ نظر بھروسہ کیا جانا چاہئے، بشرطیکہ ان تضادات کو ثبوت ایکٹ کی دفعہ 145 کے تحت ریکارڈ پر لایا گیا ہو۔ مذکورہ فیصلے میں ایک اور خامی یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے ان گواہوں کے ثبوت وں کو مسترد کر دیا جنہوں نے اس واقعہ کا واضح ورژن پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ مصنوعی اور غیر فطری تھے اور ان کی شہادتوں پر کوئی انحصار کرنا ممکن نہیں تھا۔

مندرجہ بالا بحث کے لئے ہم نے مذکورہ فیصلے کو کالعدم قرار دیا اور قانون کے مطابق اپیل نمٹانے کے لئے معاملے کو عدالت عالیہ کے حوالے کر دیا۔ چونکہ یہ معاملہ طویل عرصے سے زیر التوا ہے، اس لئے عدالت عالیہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہو اپیل کو نمٹائے، ترجیحی طور پر اس حکم کی تاریخ سے دو ماہ کی مدت کے اندر۔ ملزمین، جو ضمانت پر ہیں، عدالت عالیہ کے ذریعہ اپیل نمٹانے تک ایسے ہی رہیں گے۔

آر۔ پی

اپیل نمٹا دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:34
I am the author of this document